Lesson 1: Al-A'araaf (Ayaat 1 - 25): Day 4

سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف کی تفسیر

اَب آدمؑ کا قصّہ شروع ہوتا ہے؛

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿١١﴾

اور ہم ہی نے تم کو (ابتدا میں مٹی سے) پیدا کیا پھر تمہاری صورت شکل بنائی پھر فرشتوں کو حکم دیا آدم کے آگے سجدہ کرو تو (سب نے) سجدہ کیا لیکن ابلیس کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں (شامل) نہ ہوا (۱۱)

اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو پیدا کیا۔ آدمؑ اور اُن کی نسل کو۔ پھر ہمیں صورت و شکل دی۔ پیدا کرنا اور صورت بنانا دونوں مختلف چیزیں کیوں ہیں؟ تخلیق کے دو مرحلے ہیں۔

قرآن پاک میں سات دفعہ آدمؑ کا قصّہ بیان کیا گیا ہے۔ چھے دفعہ مکی سورتوں میں (بنی اسرائیل، الاعراف، کہف، حجر، طٰہٰ، صاد) اور ایک دفعہ مدنی سورت البقرہ میں۔ البقرہ میں ہم یہ قصّہ تفصیل سے پڑھ چکے ہیں۔

کچھ احادیث سے تفاصیل ملتی ہیں۔ کہ اللہ نے تعالیٰ نے کئی علاقوں سے کئی طرح کی مٹی اکٹھی کی، اُن کو گوندھا، اُس میں خمیر پیدا ہوُا۔ پھر اُس سے انسان پیدا کیا۔ پھر مٹی کا پُتلا بنایا۔ پھر اُس میں روح پھونکی تھی۔ یعنی اللہ نے آدم کی روح کو پیدا کیا تھا اور پھر جسم کی شکل دی تھی۔

جیسے جب کسی کو گفٹ دیں تو کسی خوبصورت کاغذ میں لپیٹ کر دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اصل میں روح کا موتی پیدا کیا تھا۔ تو ہماری اصل روح ہے۔ لیکن باہر کا جسم، شکل صورت اصل میں باہر کا 'Rapping Paper' ہے۔ کسی کا کالا، بھورا، گورا، یعنی کئی طرح کا، کئی ڈیزائن کا۔ کسی کی شکل بے

حد حسین اور کسی کا جسم عام سا۔ پھر جب موت واقع ہوتی ہے تو اصل شکل سامنے آتی ہے۔ اصلیت کھل جاتی ہے۔ پھر اصل موتی کی قدر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نیک روح سے فرماتا ہے؛

يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَٰدِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾ سورۃالفجر

پھر جیسے عیسیٰؑ کو اللہ نے اُٹھالیا تھا۔ ویسے ہی نیک روحوں کی عزت افزائی ہوتی ہے۔ پھر اصل موتی کو اللہ تعالیٰ لے جاتا ہے۔ قبر میں صرف باہر کا کاغذرہ جاتا ہے۔ پھر نیک اور بدلوگوں کو الگ کر دیا جاتا ہے۔ اصل کہانی یہ ہے۔

آپ قبر سے نہ گھبرایا کریں۔ نیک کام کریں۔ انشاءاللہ آپ کی عزت افزائی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے اس دُنیا میں ہمارے لئے دو طرح کے دستر خوان رکھے۔ ایک جسم کی بھوک کے لئے اور ایک روح کی غذا کے لئے۔ زمین کے کھانے جسم کے لئے ہیں۔ جسم مٹی سے بنا تھا۔ روح آسمان سے آئی تھی اس لئے روح کی غذا قرآن بھی اوپر سے آیا۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۔ الرعد: 28.

جس طرح کھانا کھا کر جسم کو سکون ملتا ہے۔ اسی طرح قرآن کے علم سے، دین کی محفل سے روح کو سکون ملتا ہے۔ قرآن، نماز اور عبادت سے روح کو سکون ملتا ہے۔

روح کو ہم نے اللہ کے سامنے پیش کرنا۔ ہمارا جسم تو مٹی میں ہی مل جانا ہے۔ اَب ہم سوچیں کہ ہم نے اپنی روح کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کیسے پیش کرنا ہے۔ کیا صرف جسم کا ہی خیال رکھتے رہیں؟ کئی طرح کے لذیز کھانے، مہنگے کپڑے اور زیورات، میک اَپ، یہ سب جسم کی خدمت کے لئے ہیں۔

روح کی خدمت کیسے کرتے ہیں؟ روح کے لئے کتنا وقت یا مال لگاتے ہیں؟

جب ہم نیک کام کرتے ہیں تو روح کو خوش کرتے ہیں۔ اور جب گناہ کا کام کرتے ہیں تو روح کو تکلیف دیتے ہیں۔ حدیثِ رسولؐ کا خلاصہ ہے کہ ایک نیک بندے کی روح جب جسم سے نکلتی ہے تو اُس بندے کو دعا دیتی ہے کہ تو نے میرا بڑا خیال رکھا۔ تو نے گناہ سے مجھے بچائے رکھے۔ وہ بندے کو دعا دیتی ہے کہ اللہ تجھے اپنی حفاظت میں رکھے۔ تجھے جہنم سے بچائے رکھے۔ اور گناہگار بندے کی روح اُس کو بد دعا دیتی ہے کہ تو نے مجھے تکلیف میں رکھا، اللہ تجھے جہنم میں ڈالے۔

اللہ نے ہمیں روح کی Nourishment کے لئے پیدا کیا تھا۔ ہم شادی، بچوں، عیش میں کھو گئے۔

بچے پیدا ہوتے ہی ہم بچے کی شکل پر باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ ہماری کہانیوں میں بھی خوبصورت لوگوں کی ہی باتیں ہوتی ہیں۔ عام طور پر یہی تصور دیا جاتا ہے کہ خوبصورت لڑکی عیش کرے گی۔

یا پھر دُلہن کی شکل پر ہی بحث کرتے ہیں۔ ہم تو مُردوں کی شکل پر بھی باتیں کرتے ہیں۔ رنگ پیلا ہے، کالا ہو گیا۔ یا چہرے پر نور ہے یا نور نہیں ہے۔

برائے مہربانی شکلوں پر بحث کرنا چھوڑ دیں۔ اللہ کی بنائی ہوئی شکل میں نقص نہ نکالیں۔

اللہ کی حدود کا خیال رکھیں۔ قرآن کو سمجھ کر اس پر عمل کریں۔

'۔۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا آدم کے آگے سجدہ کرو تو (سب نے) سجدہ کیا لیکن ابلیس کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں (شامل) نہ ہوا۔۔' پھر شیطان کو حکم ہوُا کہ آدم کی روح کو سجدہ کریں۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہم بھی پیر صاحب یا بابا جی کو سجدہ کر سکتے ہیں۔ بلکہ یہ تعظیمی سجدہ تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ کے حکم سے سجدہ کیا تھا۔ سجدے سے انکار اللہ کے حکم سے انکار تھا۔

ہماری شریعت میں اللہ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں ہے۔ صرف اللہ کو سجدہ کرینگے۔

سب نے سجدہ کر دیا۔ فرشتوں نے کوئی سوال نہیں کیا۔ لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ ابلیس ایک اصطلاحی نام ہے۔ یعنی وہ مایوس ہونے والوں میں سے ہو گیا۔

ابلیس عبادت تو کرتا تھا لیکن اطاعت گزار نہیں تھا۔ اُس کو اطاعت کرنی نہیں آئی۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسۡجُدَ اِذۡ اَمَرۡتُكَ‌ؕ قَالَ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ‌ۚ خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ ﴿۱۲﴾

(خدا نے) فرمایا جب میں نے تجھ کو حکم دیا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا۔ اس نے کہا کہ میں اس سے افضل ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے (۱۲)

اللہ کو سب علم تھا لیکن سوال اس لئے کیا کہ اُسے مہلت مل جائے۔ اپنی اصلاح کر لے۔

ابلیس نے اللہ کے حکم کا انکار کر دیا۔ حکم عدولی کی۔ وہ ابلیس الم تھا، عابد تھا، زاہد تھا۔ سب کچھ ٹھیک جا رہا تھا لیکن انا کا شکار تھا۔ وہ کہنے لگا 'اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ'۔ یہ ہے اصل مسئلہ۔ ایسا انسان جو عبادت تو کر لے۔ لیکن مغرور ہو جائے۔ تکبر میں آ جائے۔ اپنے آپ کو بہتر سمجھے۔ وہ فلاح نہیں پائے گا۔

نورالقرآن ویب سائٹ سے اُستاذہ عفت مقبول صاحبہ کے لیکچرز سُنیں۔ 'شیطان کے ہتھکنڈے'۔

نورالقرآن ویب سائٹ پر بہت تفصیل سے اس آیت پر لیکچرز ہیں۔

یعنی عبادت تو کر لیں۔ لیکن رَبّ کی اطاعت نہ کریں تو یہ ابلیسی رویہ ہے۔ شادی بیاہ پر اپنی مرضی کریں۔ سترہ بار تو ہم یہ کہیں 'یا اللہ میں تیری عبادت کرتی ہوں تجھ سے مدد مانگتی ہوں۔ اور پھر نماز ختم کرتے ہیں۔ اولاد کی بندی، خاندان کی بندی، معاشرے کی بندی بن جاؤں۔

عبادت ختم کرتے ہیں فُل میک اَپ کرتے ہیں کہ دیکھا جائے گا۔ آدھی اطاعت شیطانی رویہ ہے۔

ہم بھی تو اللہ کے آگے سجدے کرتے ہیں لیکن کیا اطاعت کرتے ہیں؟ ہم سے بھی پوچھا جائے گا۔

ایک عورت نماز تو گھر کے کمرے میں اَدا کرتی ہے۔ سر سے پاؤں تک اپنے آپ کو چھپاتی ہے۔ اپنا سب کچھ چھپا کر اکیلے میں رَبّ کے سامنے حاظر ہو جاتی ہے۔ نماز ختم کر کے باہر جاتے ہی کئی کچھ اُتر جاتا ہے۔ یہ کیسا رویہ ہے؟

پھر شیطان کہتا ہے ' اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ '۔ یہ اُس کی انا تھی۔ 2010 کا دورۂ قرآن سُنیں تو اُس وقت ہمارا موضوع تھا تزکیۂ نفس۔ ہر پارے کا تھیم تھا۔ اُس وقت اِس پارے کا تھیم ہم نے انا کیا تھا۔ جب ہم نے تفصیل سے یہ موضوع پڑھا تھا تو مجھے خود کو خوف لگ گیا تھا کہ میرے اندر اَنا ہے۔ اَنا والے بندے کہ کیسے فقرے ہوتے ہیں۔ اپنا محاسبہ کریں۔ انسان کو علم نہیں بچاتا۔ انسان کو عبادت نہیں بچاتی۔ اللہ کو انسان کی اطاعت پسند آئے گی۔

پھر آگے دیکھیں کہ شیطان نے گناہ کر کے آگے سے تاویل پیش کی۔ کہ مجھے آگ سے بنایا اس انسان کو مٹی سے بنایا۔ یہ بھی شیطانی رویہ ہے۔ گناہ کر کے بہانے نہ کریں۔ شرمندہ ہوں۔ توبہ کریں۔

آگ بہتر ہے یا مٹی؟ مٹی سے پھل، سبزیاں، فصلیں اُگتی ہیں۔ مٹی مُردوں کو اپنے اندر چھپا لیتی ہے۔ مٹی میں تخلیق ہے لیکن آگ میں فنا ہے۔

پھر آگے سے اللہ کے ساتھ بحث کر رہا ہے۔ یعنی چوری اور سینہ زوری۔ انسان سے غلطی ہو جاتی ہے۔ ہم سب سے ہو جاتی ہے۔ آگے سے زبان چلانا یہ شیطانی رویہ ہے۔

اس سورت میں ہم انسانی رویے اور شیطانی رویے کے بارے میں بہت کچھ سیکھیں گے۔

مسلمان اور کافر کی دعا میں فرق ہوتا ہے۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾

فرمایا تو (بہشت سے) اتر جا تجھے شایاں نہیں کہ یہاں غرور کرے پس نکل جا۔ تو ذلیل ہے (۱۳)

یعنی جو بڑا بنے گا۔ اُس کا غرور اور تکبر اللہ کو پسند نہیں۔ پہلے وہ آرام سے جنّت میں رہ رہا تھا۔ اَب جنّت سے نکال دیا گیا۔ تو جس انسان میں فخر اور غرور ہو گا اُس کا جنّت کیسے ملے گی؟ ایک حدیثؐ کا خلاصہ ہے کہ جس انسان میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور / تکبر ہو گا وہ جنّت میں نہیں جائے گا۔

ایک اور حدیث کا خلاصہ ہے کہ اللہ فرشتوں سے فرمائے گا کہ جس کے دِل میں رائی برابر بھی ایمان ہے اُس کو بھی جہنم سے نکال لاؤ۔

اپنا جائزہ لیں۔ دِل کو صاف کر لیں۔ فخر اور غرور کو دِل سے نکال دیں۔ بندگی میں ڈھل جائیں۔ ورنہ پھر اللہ انسان کو روزِ قیامت چیونٹی کے سائز کا کر دیں گے۔ پھر باقی مخلوق حشر کے میدان میں اُس کے اوپر سے گزرے گی۔ وہ روندا جائے گا۔ وہاں جا کر اکڑی ہوئی گردنیں جُھک جائیں گی۔ آج ہی گردن جھکا لیں ورنہ کل جھکانے کا فائدہ نہیں ہو گا۔

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ اس نے کہا کہ مجھے اس دن تک مہلت عطا فرما جس دن لوگ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے (۱۴)

شیطان نے ایک دعا مانگی۔ ایک گزارش کی۔ اللہ نے اپنی شان سے اُس کی بات قبول کر لی۔ اُس کو لمبی عمر دے دی۔ اُس کی لمبی عمر کی دعا قبول ہو گئی۔

اَب یہاں رُک کر یہ بات سوچیں کہ اُس کی دعا قبول ہو گئی، لیکن کیا یہ دعا اُس کے حق میں بہتر ہے؟

اُس نے لمبی عمر کی دعا مانگ کر اپنے لئے ایک لمبی چارج شیٹ جمع کر وا دی۔ اب قیامت تک گناہ کرے گا اور کروائے گا اور پھر انتہائی رُسوا کن عذاب پائے گا۔

ہر دُعا کا قبول ہونا ہمارے حق میں بہتر نہیں ہوتا۔ تھوڑے گناہ ہوتے تھوڑی پکڑ ہوتی۔

پھر آپ یہ دیکھیں کہ شیطان کو اس بات کا یقین تھا کہ رَبّ یہی ہے۔ وہ اللہ کو پوری کائنات کا رَبّ مانتا تھا۔ آگے جا کر آپ پڑھیں گے کہ رَبّ تو مانتا تھا لیکن مرضی اپنی کرنا چاہتا تھا۔

فرق اطاعت میں ہے۔ ہم عبادت تو کرتے ہیں۔ دعائیں بھی مانگتے ہیں۔ اللہ کو رَبّ بھی مانتے ہیں لیکن کیا اطاعت بھی کرتے ہیں؟

قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿١٥﴾ فرمایا (اچھا) تجھ کو مہلت دی جاتی ہے (١٥)

اللہ تعالیٰ نے اُس کی دعا قبول فرمالی۔ دعا جلدی قبول ہو گئی۔ فوراً گُزارش مان لی گئی لیکن اُس کے حق میں اچھی نہ تھی۔

اللہ کے نبیؐ کی ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ انسان جنگلوں میں نکل جائے گا تو پھر ہی اپنا ایمان بچا پائے گا۔ کچھ لوگ تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایمان بیچ آتے ہیں۔ کبھی اولاد کو خوش کرنے کے لئے اور کچھ اپنے نفس کو راضی کرنے کے لئے۔ کچھ خاندان اور معاشرے کے لئے اور کچھ جھوٹی اَنا کے لئے۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١٦﴾

(پھر) شیطان نے کہا مجھے تو تُو نے ملعون کیا ہی ہے میں بھی تیرے سیدھے رستے پر ان (کو گمراہ کرنے) کے لیے بیٹھوں گا (١٦)

شیطان کی ہمت دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ سے بحث کر رہا ہے۔ جھوٹے الزام لگا رہا ہے۔ اپنا گناہ ماننے کی بجائے آگے سے بہانے لگا رہا ہے۔ مثال جیسے ہم کہیں کہ یا اللہ تو نے مجھے اولاد دی ہے اب میں ان کی بات مان رہی ہوں۔ آج بھی کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہے تو ہمیں روک لے۔ اگر اللہ کو میری بات پسند نہیں تو وہ مجھے ایسا نہ بناتا۔ نعوذ باللہ۔

شیطان اپنا وقت ضائع نہیں کرتا۔ پھر اُس کی کمٹمنٹ دیکھیں کہ باز نہیں آتا۔ بار بار کوشش کرتا رہے گا۔ ہمت ہار کر نہیں بیٹھے گا۔ جو لوگ پہلے ہی گناہ کے کام کر رہے ہیں۔ شیطان کو اُن کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہیں۔ شیطان اصل میں ایمان والوں کے پیچھے لگا ہے۔ ایمان والوں پر وار کرتا ہے۔ مسلم اور مومن کو بہکاتا ہے۔

اصل میں شیطان کا مقصد یہ ہے کہ تمام نسلِ انسانی کو جہنم میں لے کر جائے گا۔ جو لوگ قرآن سے جڑے ہیں۔ شیطان خاص طور پر اُن کے ساتھ لگ جاتا ہے کہ اُن کو بہکا سکے۔ بدعات کرواتا ہے۔

شیطان توحید والوں کے پیچھے آتا ہے۔ صراطِ مستقیم پر چلنے والوں کو بہکاتا ہے۔

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ‌ؕ وَلَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ شٰكِرِيۡنَ ﴿۱۷﴾

پھر ان کے آگے سے اور پیچھے سے دائیں سے اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور ان کی راہ ماروں گا) اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا (۱۷)

شیطان چار طریقوں سے بندے کے پیچھے آتا ہے۔ دُنیاداری میں مصروف کر دیتا ہے۔

مثال۔ شادی آگئی ہے تو باقی دین کے کام چھوڑ دیتے ہیں۔ شیطان دُنیا بڑی کر کے دکھاتا ہے اور آخرت کو چھوٹا کر دیتا ہے۔

'آگے سے' سامنے سے ایسے کہ انسان کو پتا ہی نہیں ہوتا۔ کیا صحیح ہے یا غلط۔ سامنے کی بات سمجھ نہیں آتی۔ علم والے بھی بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جب کسی میں غصّہ یا تکبر آجائے تو اُنہیں بھی صحیح یا غلط کا فرق پتا نہیں چلتا۔ اُن کا علم نافع نہیں رہے گا۔ شیطان علم والے لوگوں کو تکبر سے ہی بہکا دیتا ہے۔ یا انہیں دوسروں پر غصّہ ہوتا ہے۔ یا ایسے لوگ اپنے ساتھ والوں کو بھی ساتھ لگا لیتے ہیں۔

' پیچھے سے ' پیچھے سے ایسے کہ ان کی اولاد کو شیطان اپنے ساتھ لگا لے گا۔

یا پھر کچھ غلطیاں انسان انجانے میں کرینگے۔ بعض لوگ قرآن کی محبت میں ایسی باتیں کرتے ہیں کہ دوسرے سُننے والے گھبرا جاتے ہیں کہ اچھا قران کی کلاس میں جانے سے یہ بھی کرنا پڑے گا۔

پیٹھ پیچھے۔ یعنی سامنے سے بات نہیں کرینگے پیچھے سے باتیں کرینگے۔

' دائیں سے ' نیکی سمجھ کر گناہ کروائے گا۔ اور یہ بھی کہ نیکی سمجھ کر غلط کام کرینگے۔ یا پھر نیکی کو غلط دکھائے گا اور غلط کام کو نیکی دکھائے گا۔ بدعت کو نیکی سمجھ کر کرینگے۔

' اور بائیں سے ' خود اپنی غلطی ہی پتا نہیں ہوتی۔ یعنی گناہ تو نہیں کرتے۔ عید کے نام پر فن کر لیں۔ شادیوں میں بیٹھ کر باقی فنکشن بھی دیکھ لئے۔

آپ یہ دیکھیں کہ ابلیس کی عبادت، یقین، ایمان کچھ کام نہ آیا۔ اطاعت نہیں تھی۔ وہ گمراہ ہو گیا۔

ایک سجدے کے انکار سے ابلیس کو دھتکار دیا گیا۔

کیا ہمارا علم اور عقیدہ کام آئے گا؟ ہمارا ایمان، جنت جہنم پر یقین کام نہیں آئے گا؟ ہمیں عمل کو بھی بدلنا ہے، اطاعت گزاری کرنی ہے۔

اپنا جائزہ لیں۔ اپنے آپ سے پوچھیں کہ کیا میں اللہ کے ہاتھ میں ہوں؟

یہاں پر ابلیس کا ٹیسٹ ختم ہوا اور اگلی آیات میں آدمؑ کا امتحان شروع ہو گا۔ یہ دُنیا ہمارے لئے امتحان گاہ ہے۔ یہاں جیسے ٹیسٹ کرینگے آخرت میں ویسا ہی رزلٹ ملے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنا اطاعت گُزار بنا لے۔ آمین